مولانا عصمت اللہ تلعوی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طرزِ خطاب

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہا اپنی محفلوں میں اپنے اعزہ و اقربا، دوستوں اور جاں نثاروں کے ساتھ گفتگو فرمائی۔ مملکتِ اسلامیہ کے سربراہ کی حیثیت سے لاتعداد غیر ملکی وفود کو اذنِ باریابی بخشا جس میں تبلیغی اور دیگر امور زیرِ بحث آئے۔ ان گنت افراد پر مشتمل مجمعوں کو خطاب فرمایا۔ جس نے ایک دفعہ گفتگو سن لی ہمیشہ کے لیے آپؐ کا گرویدہ ہو گیا۔ جو ایک بار کسی وفد میں شامل ہو کر خدمت اقدس میں باریاب ہوا دوبارہ آنے کی حسرت دل میں لے کر لوٹا اور مدتوں اس آرزو کی تکمیل کے لیے تڑپا کیا۔ جس نے ایک دفعہ آپؐ کی تقریر سنی اپنا نقدِ دل ہار گیا۔ کیوں نہ ہوتا؟ آپؐ بات کرتے تو گویا منہ سے پھول جھڑتے۔ خطبہ ارشاد فرماتے تو عقل و دانش اور حکمت کے موتی بکھیرتے۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں تقریر کا ایسا ملکہ اور گفتگو کا ایسا سلیقہ عطا فرمایا تھا کہ جس نے ایک مرتبہ بھی آپؐ کا کلام سن لیا دل تھام لیا۔

ایک مرتبہ ایک قبیلہ آپؐ کی ملاقات کے لیے آیا۔ گفتگو ہوئی تو قبیلہ کے افراد بے اختیار پکار اٹھے۔ اے اللہ کے رسولؐ جس سرزمین پر آپ پیدا ہوئے ہم نے بھی وہیں جنم لیا۔ جن گلی کوچوں میں آپ نے پرورش پائی وہیں ہم بھی پروان چڑھے۔ جو آپ کی زبان ہے وہی زبان ہماری بھی ہے لیکن ہماری بات میں وہ بات نہیں جو آپ کی بات میں ہے۔ آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ آپؐ نے جواب میں فرمایا: ان اللہ عزوجل ادبنی فاحسن ادبی (میری تربیت خالقِ کائنات نے خود کی ہے اور مجھے بولنے کا انداز اس نے آپ سکھایا ہے)

آپؐ تقریر فرماتے تو سنگدل سے سنگدل انسان بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہتا۔ کون نہیں جانتا کہ ضماد ازدی کس عزم و ارادہ سے آیا تھا کہ کشتۂ خنجرِ تسلیم ہو کر لوٹا۔ مکہ آیا اور دوڑا دوڑا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا: اے محمدؐ! سنا ہے تم مجنون ہو گئے ہو۔ بتاؤ تمھیں کیا تکلیف ہے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خطبہ مسنونہ پڑھا۔ عبدہٗ و رسولہٗ تک پہنچے تو دوبارہ اور

سہ بارہ پڑھنے کی درخواست کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر سنایا۔ اس کا اثر یہ ہے کا سا عزم، پانی اور پتھر کا سا دل موم ہوگیا۔ ہجرت حبشہ کے بعد حبشہ سے بیس افراد پر مشتمل عیسائیوں کا ایک وفد مکہ معظمہ آیا۔ کعبہ کے اندر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی۔ وفد کے لوگوں نے آپؐ سے کچھ سوالات کیے جن کا آپؐ نے مناسب جواب دیا۔ پھر آپؐ نے ان کو اسلام کی طرف دعوت دی۔ مجلس برخاست ہوئی تو ان کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور وہ عیسائیت سے توبہ کر کے حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔

ممکن ہے کہ کسی کے دل میں یہ خیال آئے کہ ہو سکتا ہے یہ اتفاقات ہوں کیونکہ کبھی بات دلنشیں ہو ہی جاتی ہے لیکن واقعہ یہ ہے کہ بات یہ نہیں تھی بلکہ آپؐ کا ہر وعظ ہی نہایت مؤثر ہوتا تھا۔ اب ذرا صحابہ کرام کے تاثرات ملاحظہ فرمائیں۔

عن العرباض بن ساريةؓ قال صلّى بنا رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات يوم ثم اقبل علينا بوجهه فوعظنا موعظة بليغة ذرفت منها العيون و وجلت منها القلوب۔

"عرباض بن ساریہؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی۔ نماز کے بعد ہماری طرف متوجہ ہوئے اور ہمیں ایک بلیغ وعظ فرمایا کہ ہماری آنکھوں سے اشک رواں ہو گئے اور ہمارے دل (خوفِ خدا سے) کانپ گئے۔"

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر وعظ نہایت ہی مؤثر ہوتا تھا کہ سامعین کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے تھے۔ آپؐ کی تقریر خشک نہ ہوتی بلکہ اپنے اندر کشش اور دلچسپی کا پورا سامان رکھتی۔ جو آپؐ کی تقریر سنتا مزید سننے کی اسے تمنا ہی رہتی۔ سامعین پر بے خودی اور وارفتگی کا عالم طاری ہوتا کہ بے اختیار پکار اٹھتے۔

یا رسول الله كانّ هذه موعظة مودع فاوصنا۔

"اے اللہ کے رسول! آپ جس انداز سے وعظ فرماتے ہیں ہمیں گمان گزرتا ہے کہ شاید یہ آپ کا آخری وعظ ہے لہٰذا ہمیں اور وعظ سنائیے۔"

اور پھر حضور علیہ السلام بھی سامعین کی دلچسپی اور شوق کے پیشِ نظر مزید پند و نصائح فرما دیتے۔

یہ ایک مسلّمہ امر ہے کہ سامعین حکایات و تمثیلات کے ساتھ زیادہ دلچسپی رکھتے ہیں۔ اور تمثیل سے بات بہت جلد ذہن نشین بھی ہو جاتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ماضی کے

واقعات اور تمثیلات سے اپنی تقریر یا خطبات کو مزین فرماتے۔ ایک مرتبہ وعظ کے دوران حکایت بیان فرمائی اور فرمایا:

غفرلامراة مومسة مرة بكلب على راس ركي يلهث كاد يقتله العطش فنزعت خفها فاوثقته بخمارها فنزعت له من الماء فغفرلها بذلك

"ایک بدکار عورت محض اس لیے بخش دی گئی تھی کہ اس نے ایک کتے کو جو کنوئیں کے کنارے کھڑا پیاس سے مرا جا رہا تھا کنوئیں سے پانی کھینچ کر پلا کر اسے موت کے منہ سے بچا لیا تھا۔"

دوسری بار وعظ فرمایا تو ایک اور واقعہ سنایا:

عذبت امراة فى هرة امسكتها حتّٰى ماتت من الجوع فلم تكن تطعمها ولا ترسلها فتاكل من خشاش الارض۔

"ایک عورت کو محض اس لیے عذاب دیا گیا کہ وہ اپنی بلی کو نہ تو خود کچھ کھلاتی اور نہ اسے کھلا چھوڑتی کہ وہ اپنا رزق (زمین کے جانوروں سے) آپ تلاش کر لیتی اور اس طرح وہ بھوکی مر گئی۔"

آپؐ نے اپنی تقاریر میں سینکڑوں تمثیلیں، تشبیہیں بیان فرمائیں۔ آپؐ نے اپنی نبوت کی تمثیل ایک ایسے محل سے دی جس میں صرف ایک اینٹ کی جگہ رہ گئی ہو اور پھر آپ کی آمد سے وہ محل مکمل ہو گیا۔ ایک اور مرتبہ خطبہ ارشاد فرمایا تو توبہ و استغفار کے فضائل سامعین کے ذہن نشین کرانے کے لیے بہت عمدہ تمثیل بیان فرمائی۔

لله اشد فرحا بتوبة عبده حين يتوب اليه من احدكم كان راحلته بارض فلاة فانفلتت منه و عليها طعامه و شرابه فايس منها فاتى شجرة فاضطجع فى ظلها قد ايس من راحلته فبينما هو كذلك اذ هو بها قائمة عنده فاخذ بخطامها ثم قال من شدة الفرح اللهم انت عبدى و انا ربك اخطأ من شدة الفرح۔

"جب بندہ اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کرتا ہے تو اللہ کو اس قدر خوشی ہوتی ہے جتنی تم میں سے اس شخص کو جو دور دراز کے سفر کو نکلا ہو۔ اس کے پاس ایک ہی سواری ہو اس کا تمام مال اسباب اور اشیاء خورد و نوش بھی سواری پر موجود ہوں اور وہ

اچانک گم ہو جائے۔ وہ آدمی اس کی تلاش سے مایوس ہو جائے اور مایوسی کے عالم میں ایک درخت کے نیچے جا بیٹھے اور سواری اچانک اسے مل جائے اور وہ خوشی سے پاگل ہو جائے اور خوشی سے یہاں تک) کہہ دے کہ اے اللہ تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا پروردگار"

آپؐ تقریر فرماتے یا کوئی خطبہ ارشاد فرماتے تو اس میں فصاحت و بلاغت بلا کی ہوتی۔ آپؐ کے خطبات سے "انا افصح العربؐ" کا رنگ جھلکتا۔ اپنی بات کو مؤثر بنانے کے لیے بہترین الفاظ کا انتخاب فرماتے۔ ان کی بندش اور ان کی ترتیب اس انداز سے فرماتے کہ کلام میں نہ صرف زور پیدا ہو جاتا بلکہ اس کے حسن کو بھی چار چاند لگ جاتے۔ اس امر کی تائید کے لیے صرف ایک مثال پر اکتفا کروں گا۔ آپؐ نے خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا:۔

یا یھا الناس افشوا السلام و اطعموا الطعام و صلوا الارحام و صلوا باللیل والناس نیام تدخلوا الجنۃ بسلام۔

"اے لوگو! اسلام پھیلاؤ اور (لوگوں کو) کھانا کھلاؤ۔ صلہ رحمی اختیار کرو۔ رات کے وقت جب لوگ سو رہے ہوں تو تم نماز پڑھو تو تم سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے"

اردو ترجمہ سے صرفِ نظر کر کے صرف عربی عبارات پر ایک دفعہ پھر نگاہ ڈال لیجئے تو الفاظ کے انتخاب کی داد دیے بغیر چارہ نہیں رہتا۔ ہر لفظ اپنی جگہ پر نگینے کی طرح فٹ ہے۔ کسی ایک لفظ کو بھی ادھر ادھر کر کے دیکھیں تو تمام عبارت غارت ہو جائے گی اور اپنا مفہوم تک کھو دے گی۔

آپؐ کے کلام میں جہاں فصاحت و بلاغت ہوتی وہاں آپؐ اپنے کلام کو بے جا طوالت سے بچاتے۔ بات مختصر کہتے مگر جامعیت کے ساتھ۔ بسا اوقات دریا کوزے میں بند فرما دیتے۔ پورا ذخیرۂ احادیث اس امر پر گواہ ہے۔ عمرو بن عبسہ فرماتے کہ میں ایک روز آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپؐ سے چند سوال کیے۔ یہ سوالات بمعہ جوابات درج ذیل ہیں۔

۱۔ ما الاسلام؟	اے اللہ کے رسول! اسلام کیا ہے؟
طیب الکلام و اطعام الطعام	پاکیزہ گفتگو اور کھانا کھلانا۔
۲۔ ما الایمان؟	ایمان کیا ہے؟
الصبر والسماحۃ	صبر اور سیر چشمی
۳۔ ای الاسلام افضل؟	اسلام کس کا افضل ہے؟

من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ	جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔
ای الایمان افضل؟	ایمان کون سا افضل ہے؟
خلق حسن۔	بہترین خلق
ای الصلوٰۃ افضل؟	نماز کون سی افضل ہے؟
طول القنوت	لمبے قیام والی
ای الھجرۃ افضل؟	ہجرت کون سی افضل ہے؟
ان تھجر ما کرہ ربک	جو چیز تیرے رب کو ناپسند ہو اس کو چھوڑ دینا۔
فای الجھاد افضل؟	جہاد کون سا افضل ہے؟
من عقر جوادہ واھریق دمہ	جس کا گھوڑا بھی کام آئے اور خود بھی شہید ہو جائے۔
ای الساعات افضل؟	کون سا وقت افضل ہے؟
جوف اللیل الاخر	رات کا پچھلا پہر

ذرا ان فقروں پر غور فرمائیے۔ ایک ایک فقرے میں معانی کی دنیا آباد ہے۔ اگر کوئی ان کی تشریح کرنی چاہے تو پوری عمر صرف کر دے مگر تشریح تشنۂ تکمیل ہی رہے۔

جامعیت کے اعتبار سے آپؐ کا حجۃ الوداع کا خطبہ اپنی مثال آپ ہے۔ چند الفاظ میں اسلام کا پورا نچوڑ پیش کر دیا ہے۔ حقوق اللہ سے حقوق العباد تک کی تفصیل بیان کر دی ہے۔ رشد و ہدایت کے منبع و سرچشمہ کی نشاندہی اور اس کا تعین کر دیا ہے۔ سیاسی، معاشی اور خانگی زندگی کے رہنما اصول بیان فرما دیے ہیں۔ چند الفاظ میں ان تمام موضوعات کو سمیٹ لینا اسی ہستی کا ہی کمال ہو سکتا ہے جو "انی اعطیت بجوامع الکلم" کی خلعت سے سرفراز ہو۔ ملاحظہ فرمائیے۔

ان دماءکم واموالکم حرام علیکم کحرمۃ یومکم ھذا فی شھرکم ھذا فی بلدکم ھذا الا کل شیء من امر الجاھلیۃ تحت قدمی موضوع و دماء الجاھلیۃ موضوعۃ وان اول دم اضع من دمائنا ابن ربیعۃ بن الحارث وکان مسترضعًا فی بنی سعد فقتلہ ھذیل وربا الجاھلیۃ موضوع واول ربا اضع من ربانا ربا عباس بن عبد المطلب فانہ موضوع کلہ فاتقوا اللہ فی النساء فانکم اخذتموھم بامان اللہ واستحللتم فروجھن بکلمۃ اللہ ولکم علیھن ان لا یوطئن فرشکم احدا تکرھونہ فان فعلن ذلک فاضربوھن ضربا غیر مبرح ولھن علیکم رزقھن وکسوتھن بالمعروف وقد ترکت فیکم ما لن

تضلوا بعدہ ان اعتصمتم بہ کتاب اللہ۔

"تمھارے خون اور تمھارے مال ایک دوسرے پر اس طرح حرام ہیں جس طرح آج کا یہ دن یومِ عرفہ اور یہ شہر مکہ حرام ہے۔ جاہلیت کی تمام رسومات میرے قدموں کے نیچے ہیں۔ جاہلیت کے دور کے تمام خون اور سود معاف ہیں، سب سے پہلے میں ابن ربیعہ کا خون اور عباس کا سود معاف کرتا ہوں۔ ان عورتوں کے بارے میں جو تمھارے نکاح میں ہیں اللہ سے ڈرتے رہو۔ ان پر تمھارا حق یہ ہے کہ وہ جن لوگوں کو تم ناپسند کرو اپنے گھر میں گھسنے نہ دیں اگر وہ ایسا کریں تو ان کو ہلکی ہلکی مار مارو اور تم پر ان کا حق یہ ہے کہ تم ان کی خوراک اور لباس کی ذمہ داری اٹھاؤ میں تم میں ایک ایسی چیز چھوڑے جا رہا ہوں اگر اسے مضبوطی سے تھام رکھو گے تو کبھی گمراہ نہ ہوگے اور وہ ہے اللہ کی کتاب ـــــ قرآن مجید۔

آپؐ کے خطبات کا انداز دعوتی تھا جو عقل اور دل کو براہِ راست اپیل کرتا تھا۔ جذبات کا حسین امتزاج بھی ہوتا۔ بسا اوقات یوں محسوس ہوتا کہ جذبات کا ایک سمندر موجزن ہے جو سامعین کو بہائے لیے جا رہا ہے۔ فتح مکہ کے بعد غزوۂ تبوک پیش آیا۔ اس غزوہ میں مالِ غنیمت کی وافر مقدار ہاتھ لگی۔ اس کی تقسیم کے وقت آنحضرتؐ نے انصار پر قریش کے نو مسلم افراد کو ترجیح دی جو انصار کو ناگوار گزری۔ بعض من چلے افراد نے اس کا برملا اظہار بھی کر دیا کہ تلوار ہم چلائیں۔ مرنے مارنے کا وقت آئے تو ہم بلائے جائیں۔ دشمنانِ اسلام کا خون ہماری تلواروں سے ٹپکے اور مالِ غنیمت غیروں میں بٹے۔ یہ بات آنحضرتؐ تک بھی پہنچی۔ آپؐ نے انصار کو بلا بھیجا اور ان سے دریافت فرمایا کہ مجھ تک یہ بات پہنچی ہے۔ کیا یہ بات درست ہے؟ انصار نے اعتراف کیا کہ ہاں اللہ کے رسولؐ ہم میں سے چند نوجوانوں نے ایسا کہا ہے۔ حضورؐ نے انھیں خطاب فرمایا اور قریش کے نو مسلم افراد کو ترجیح دینے کی مصلحت بیان فرمائی کہ ایسا صرف تالیفِ قلوب کے لیے کیا گیا ہے۔ بپھرے ہوئے جذبات کے سامنے کوئی دلیل کم ہی ٹھہرتی ہے آپؐ نے اس کی رعایت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اما ترضون ان یذھب الناس بالاموال و ترجعون الی رحالکم برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

"کیا تمھیں یہ بات پسند نہیں کہ لوگ اونٹ بکریاں لے کر جائیں اور تم اللہ کے رسول کو ساتھ لے کر گھروں کو لوٹو"

سب انصار یک زبان ہو کر چیخ اٹھے:

یا رسول اللہ قد رضینا۔

"اے اللہ کے رسول ہم اس تقسیم پر راضی ہیں"